از عدالت عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 1، اگست 2000

سٹیٹ آف مہاراشٹر و دیگراں

بنام

سنتوش شنکر اچاریہ

[جی بی پٹنائک اور یو سی بینرجی، جسٹس صاحبان]

فوجداری قانون:

مہاراشٹر کچی آبادیوں، خفیہ شراب فروش، منشیات کے مجرموں اور خطرناک افراد کی خطرناک سرگرمیوں کی روک تھام ایکٹ، 1981:

دفعہ 3(2) اور 8(1)-احتیاطی حراست - نمائندگی کرنے کا حق - حراست میں لینے کا اختیار—زیر حراست شخص سے اس کا عدم رابطہ-اس کا اثر- حکم ہوا کہ: آرٹیکل 22(5) کے تحت زیر حراست شخص کے حقوق کی خلاف ورزی کے مترادف ہے-لہذا، حراستی حکم کی نوعیت بگاڑنا- آئین ہند، 1950، آرٹیکل 22 (5)—غیر ملکی زر مبادلہ کا تحفظ اور اسمگلنگ کی سرگرمیوں کی امتناعی حراستی ایکٹ، 1974۔

قوانین کی تشریح:

زائد ہونا - قوائد- حکم ہوا کہ، قانون کے ہر حصے کو نافذ کیا جانا چاہیے-ایک تعمیر، جو قانون سازیہ کو بے کار قرار دیتی ہے، کو قبول نہیں کیا جاسکتا۔

وضع اصول:

"انتہائی احتیاطی عمل"--کا اطلاق۔

مدعاعلیہ-زیر حراست شخص کو ریاستی حکومت کی طرف سے بااختیار ایک افسر نے مہاراشٹر کی خطرناک سرگرمیوں کی روک تھام کچی آبادیوں، خفیہ شراب فروش، منشیات کے مجرموں اور خطرناک افراد ایکٹ، 1981 کی دفعہ 3(2) کے تحت حراست میں لیا تھا۔ حراست میں لیے گئے شخص کو حراست کی بنیاد سے آگاہ کرتے ہوئے، اس میں یہ اشارہ نہیں کیا گیا تھا کہ اسے حراستی اتھارٹی کے سامنے نمائندگی کرنے کا حق ہے،

حالانکہ مذکورہ مراسلے میں یہ ذکر کیا گیا تھا کہ حراست میں لیا گیا شخص ریاستی حکومت کے سامنے نمائندگی کر سکتا ہے جیسا کہ ایکٹ کی دفعہ 8(1) کے تحت فراہم کیا گیا ہے۔

عدالت عالیہ کی مکمل بنچ اس نتیجے پر پہنچی کہ ایکٹ کے دفعہ 3(2) کے تحت جاری کردہ حکم 12 دن سے زیادہ عرصے تک درست نہیں رہ سکتا جب تک کہ اسے ریاستی حکومت کی طرف سے منظور نہ کیا جائے جیسا کہ ایکٹ کے دفعہ 3(3) کے تحت فراہم کیا گیا ہے۔ یہ مزید کہا گیا کہ جب تک ریاستی حکومت کی طرف سے حکم کی منظوری نہیں دی جاتی، تب تک حراستی اتھارٹی کسی نمائندگی کو تفریح فراہم کرنے کا اختیار برقرار رکھتی ہے اور اسے کالعدم قرار دے سکتی ہے، منسوخ کر سکتی ہے یا اس میں ترمیم کر سکتی ہے جیسا کہ بمبئی جنرل کلاز ایکٹ کے دفعہ 21 کے ساتھ پڑھے جانے والے ایکٹ کے دفعہ 14(1) کے تحت فراہم کیا گیا ہے۔ مزید یہ قرار دیا گیا کہ حراستی اتھارٹی کی طرف سے اس معاملے میں ناکامی جہاں زیر حراست شخص کو دفعہ 3(3) کے تحت حراست کا حکم جاری کیا گیا تھا کہ اسے نمائندگی کرنے کا حق حاصل ہے، آرٹیکل 22(5) کے تحت ضمانت شدہ حقوق کی خلاف ورزی ہے، اور اس طرح، حراست اس لحاظ سے غلط ہو گئی۔ اس لیے یہ اپیل۔

اپیلوں کو مسترد کرتے ہوئے، یہ عدالت

حکم ہوا کہ: 1. توضیعات کی واحد منطقی اور ہم آہنگ تعبیر یہ ہو گی کہ اس معاملے میں جہاں مہاراشٹر کی خطرناک سرگرمیوں کی روک تھام، کچی آبادیوں، خفیہ شراب فروش، منشیات کے مجرموں اور خطرناک افراد ایکٹ، 1981 کی دفعہ 3(2) کے تحت کسی افسر کے ذریعہ حراست کا حکم جاری کیا جاتا ہے، اس حقیقت کے باوجود کہ اسے ریاستی حکومت کو بنیاد اور مواد کے ساتھ حراست کی حقیقت کی فوری اطلاع دینی پڑتی ہے اور اس حقیقت کے باوجود کہ ایکٹ خود ہی دفعہ 8(1) کے تحت ریاستی حکومت کو نمائندگی کرنے کے لیے خاص طور پر فراہم کرتا ہے، مذکورہ حراست کا اختیار اس وقت تک حراست کا اختیار رہتا ہے جب تک کہ اس کی طرف سے جاری کردہ حراست کے حکم کو ریاستی حکومت کی طرف سے حراست کا حکم جاری ہونے کی تاریخ سے 12 دن کی مدت کے اندر منظور نہیں کیا جاتا ہے۔ نتیجتاً، جب تک ریاستی حکومت کی طرف سے مذکورہ حراست کے حکم کی منظوری نہیں دی جاتی ہے، تب تک حراست کا اختیار کسی زیر حراست شخص کی نمائندگی حاصل کر سکتا ہے اور بمبئی جنرل کلاز ایکٹ کی دفعہ 21 کی توضیعات کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے حکم میں ترمیم، تبدیلی یا منسوخی کر سکتا ہے، جیسا کہ ایکٹ کی دفعہ 14 کے تحت فراہم کیا گیا ہے۔ اس طرح کی تعبیر دفعہ 8(1) کے ساتھ ساتھ دفعہ 14 اور ایکٹ کے دفعہ 3 کی توضیعات کو بھی مکمل طور پر نافذ کرے گی۔ یہ مؤقف ہونے کی وجہ سے، حراست میں لیے گئے شخص کو اس حقیقت سے آگاہ نہ کرنا کہ وہ حراست کے اختیار کو اس وقت تک نمائندگی دے سکتا ہے جب تک کہ ریاست حکومت کی طرف سے حراست کے حکم کی منظوری نہیں دی گئی ہے، ایسے معاملے میں جہاں ایکٹ کی دفعہ 3(2) کے تحت ریاستی حکومت کے علاوہ کسی

اور افسر کی طرف سے حراست کا حکم جاری کیا جاتا ہے، آئین کے آرٹیکل 22(5) کے تحت حراست میں لیے گئے شخص کے قیمتی حق کی خلاف ورزی ہوگی۔[74-G-H; 75-A-D]

کملیش کمار ایشور داس پٹیل بنام یونین آف انڈیا، [1995] 4 ایس سی سی 51، پیروی کی گئی۔

راج کشور پرساد بنام ریاست بہار، [1982] 3 ایس سی سی 10، پر انحصار کیا۔

ریاست مہاراشٹر بنام سشیلا مفتلال شاہ، [1988] 4 ایس سی سی 490، حوالہ دیا گیا۔

ویرامنی بنام ریاست تامل ناڈو، [1994] 2 ایس سی سی 337، قابل اطلاق قرار دیا گیا۔

1.2. یہ قوانین کی تعمیر کا ایک ایسا اصول ہے جو بہت اچھی طرح سے جانا جاتا ہے کہ قانون سازیہ نے کسی قانون کے ہر حصے کو کسی مقصد کے لیے تیار کیا اور قانون سازی کا ارادہ یہ ہے کہ قانون کے ہر حصے کو نافذ کیا جائے۔ قانون سازیہ کو یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ اپنے الفاظ ضائع نہیں کرے گا یا کچھ بھی فضول نہیں کہے گا اور ایسی تعمیر، جو قانون سازیہ کو بے کار قرار دیتی ہے، کو مجبور کرنے والی وجوہات کے علاوہ قبول نہیں کیا جائے گا۔[74 E; F]

2.2. اصول 'انتہائی احتیاطی عمل' ایکٹ کے دفعہ 14 پر لاگو نہیں ہوتا ہے اور اسے خود ساختہ نہیں ٹھہرایا جا سکتا کیونکہ یہ کبھی نہیں دکھایا گیا ہے کہ قانون ساز کے لیے بمبئی جنرل کلاز ایکٹ کے دفعہ 21 کے تحت اختیار کی حفاظت کرنے کی کیا ضرورت تھی، ایکٹ کے تحت کیے گئے حراست کے حکم کے لیے۔
[74-F;G]

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 596، سال 2000۔

17.4.2000 کے فیصلے اور حکم سے فوجداری رٹ پٹیشن نمبر 1737، سال 1999 میں بمبئی عدالت عالیہ کی طرف سے۔

کے ساتھ

فوجداری اپیل نمبر 597-98، 599-604، 605-606، 607 اور 608، سال 2000۔

اپیل گزاروں کے لیے ایس وی دیشپانڈے اور تاہل رمانی۔

مدعا علیہان کی طرف سے سشیل کر مجکر، جی بی ساٹھے، تری پورار ی رے، مقصود خان، سنجے آر ہیگڑے، ایس ایم جادھو اور وشوجیت سنگھ۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس پٹنائک ذریعے دیا گیا

اجازت دی گئی۔

یہ تمام اپیلیں ریاست مہاراشٹر کی طرف سے بمبئی عدالت عالیہ کی مکمل بنچ، ناگپور کی بنچ کے فیصلے کی درستگی پر زور دیتے ہوئے، زیر حراست کے حق میں اور ریاست کے خلاف مذکور سوال کا جواب دیتے ہوئے دائر کی گئی ہیں۔ جس سوال کا جواب دینے کے لیے مکمل بنچ کو بھیجا گیا تھا، وہ یہ ہے کہ کیا مہاراشٹر کی خطرناک سرگرمیوں کی روک تھام، کچی آبادیوں، خفیہ شراب فروش، منشیات کے مجرموں اور خطرناک افراد ایکٹ، 1981 کے دفعہ 3 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت کسی افسر کی طرف سے حراست کے حکم کی صورت میں (اس کے بعد "مہاراشٹر ایکٹ" کے طور پر جانا جاتا ہے)، حراست میں لیے گئے شخص کو یہ نہ بتانا کہ اسے حراستی اتھارٹی کے پاس نمائندگی کرنے کا حق ہے، آئین کے آرٹیکل 23(5) کے تحت حراست میں لیے گئے شخص کے قیمتی حق کی خلاف ورزی ہے، اور اس طرح حراست کے حکم کو زائل کرتا ہے۔ اس بات پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ان تمام معاملات میں حراست کا حکم ریاستی حکومت نے مہاراشٹر ایکٹ کی دفعہ 3(1) کے تحت نہیں بلکہ متعلقہ افسر کے ذریعے منظور کیا تھا جسے ریاستی حکومت نے ایکٹ کی دفعہ 3 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت اختیار دیا تھا۔ یہ بھی متنازعہ نہیں ہے کہ حراست میں لیے گئے شخص کو حراست کی بنیاد سے آگاہ کرتے ہوئے اس میں یہ اشارہ نہیں کیا گیا ہے کہ اسے حراستی اتھارٹی کے سامنے نمائندگی کرنے کا حق ہے، حالانکہ مذکورہ مراسلے میں یہ ذکر کیا گیا تھا کہ حراست میں لیا گیا شخص ریاستی حکومت کے سامنے نمائندگی کر سکتا ہے جیسا کہ مہاراشٹر ایکٹ کی دفعہ 8(1) کے تحت فراہم کیا گیا ہے۔ اس پہلو پر بمبئی عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ نے متضاد نظریات اختیار کیے تھے اور اس لیے معاملہ فل بنچ کو بھیج دیا گیا تھا۔ مکمل بنچ کملیش کمار ایشور داس پٹیل بنام یونین آف انڈیا، [1995] 4 عدالت عظمیٰ کے مقدمات-51 میں اس عدالت آئینی بنچ کے فیصلے پر انحصار کرتے ہوئے اور مہاراشٹر ایکٹ کی مختلف کی کی توضیعات مکمل تجزیے پر اس نتیجے پر پہنچا کہ مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 3 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت جاری کردہ حکم 12 دن سے زیادہ عرصے تک درست نہیں رہ سکتا جب تک کہ ریاستی حکومت کی طرف سے اس کی منظوری نہ دی جائے جیسا کہ مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 3 کی ذیلی دفعہ (3) کے تحت فراہم کیا گیا ہے۔ مزید کہا گیا کہ جب تک ریاستی حکومت دفعہ 3 کی ذیلی دفعہ (3) کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے حکم کی منظوری نہیں دیتی، تب تک ذیلی دفعہ (2) کے تحت حراست کا حکم جاری کرنے والی حراستی اتھارٹی کسی نمائندگی کو تفریح فراہم کرنے اور اسے منسوخ کرنے، منسوخ کرنے یا ترمیم کرنے کا اختیار برقرار رکھتی ہے جیسا کہ بمبئی جنرل کلاز ایکٹ کی دفعہ 21 کے ساتھ پڑھے جانے والے ایکٹ کی دفعہ 14(1) کے تحت فراہم کیا گیا ہے۔ مزید یہ قرار دیا گیا ہے کہ حراستی اتھارٹی کی طرف سے اس معاملے میں ناکامی جہاں دفعہ 3 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت حراست کا حکم جاری کیا گیا ہے کہ اسے نمائندگی کرنے کا حق

حاصل ہے، آرٹیکل 22(5) کے تحت ضمانت شدہ حقوق کی خلاف ورزی ہے، اور اس طرح، حراست اس لحاظ سے غلط ہو جاتی ہے۔ یہ نتیجہ کملیش کمار کے معاملے (اوپر) میں اس عدالت آئینی بنچ کے فیصلے کے تناسب پر مبنی ہے حالانکہ کملیش کمار کے معاملے میں عدالت غیر ملکی زرمبادلہ کے تحفظ اور اسمگلنگ سرگرمیوں کی روک تھام کے قانون (مختصر طور پر 'COFEPOSA') کی کی توضیعات کے تحت حراست کے معاملے پر غور کر رہی تھی۔ حوالہ کردہ قانون کے سوال پر رائے کے بعد، عدالت عالیہ کی ڈویژن بنچ نے حراست کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہوئے ریاستی حکومت ہمارے سامنے اپیل کر رہی ہے۔

ریاست مہاراشٹر کی طرف سے پیش ہوئے فاضل وکیل جناب دیشپانڈے اور ان میں سے کچھ اپیلوں میں ریاستی حکومت کی طرف سے پیش ہوئے فاضل وکیل محترمہ رمانی نے زور دے کر دعوی کیا کہ کملیش کمار کے مقدمے (اوپر) کے فیصلے کا کوئی اطلاق نہیں ہو گا کیونکہ کو **'COFEPOSA'** کی توضیعات مہاراشٹر ایکٹ کی توضیعات سے بالکل مختلف ہیں، جس سے ہم موجودہ اپیلوں میں فکر مند ہیں اور اس لیے عدالت عالیہ نے کملیش کمار کے مقدمے (اوپر) پر عمل کرنے اور حوالہ کے نقطہ کا جواب دینے میں غلطی کی ہے۔ مسٹر دیشپانڈے کے مطابق دفعہ 3 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت اختیارات تفویض کردہ اختیارات ہونے کی وجہ سے، نمائندہ ذیلی دفعہ (2) کے تحت فراہم کردہ اختیارات کا استعمال کرنے اور حراست کا حکم منظور کرنے کے بعد کوئی کام نہیں کر سکتا۔ فاضل وکیل کا مؤقف ہے کہ دفعہ 3 کی ذیلی دفعہ (3) کی زبان کے پیش نظر، جو افسر ذیلی دفعہ (2) کے تحت حراست کا حکم جاری کرتا ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ حراست کی حقیقت کو ریاستی حکومت کو ان بنیادوں کے ساتھ فوری طور پر رپورٹ کرے جن پر حکم دیا گیا ہے، ریاستی حکومت اس کے بعد حراست کا اختیار بن جاتی ہے، اور اس لیے اس کے لیے ضروری نہیں کہ وہ حراست میں لیے گئے شخص کو مطلع کرے کہ وہ حراست کے اختیار کو نمائندگی کر سکتا ہے اور نہ ہی حراست کے اختیار کے پاس ایسا اختیار ہے۔ ریاست کے فاضل وکیل کی یہ دلیل ہے کہ دفعہ 8 کی ذیلی دفعہ (1) میں مخصوص دفعات کے پیش نظر، حراست کے حکم کے خلاف ریاستی حکومت کو نمائندگی کرنے کے لیے حراست میں لیے گئے شخص کو جلد از جلد نمائندگی کا موقع فراہم کیا جا سکتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ حراست کا اختیار اس طرح کا کوئی اختیار نہیں رکھتا، اور اس طرح، عدالت عالیہ نے اس نتیجے پر پہنچنے میں غلطی کی کہ حراست کا اختیار اس وقت تک جاری کردہ حراست کے حکم کو منسوخ کرنے کا اختیار رکھتا ہے جب تک کہ مذکورہ حکم کو ریاستی حکومت کی طرف سے حراست کا حکم جاری ہونے کی تاریخ سے 12 دن کی مدت کے اندر منظور نہیں کیا جاتا۔ فاضل وکیل کے مطابق مہاراشٹر ایکٹ کی توضیعات کو 'COFEPOSA' کی توضیعات سے مختلف ہیں اور اس لیے کملیش کمار کے معاملے (اوپر) میں تناسب کا کوئی اطلاق نہیں ہو گا۔

دوسری طرف مدعا علیہان-زیر حراست شخصوں کی طرف سے پیش ہوئے فاضل وکیل نے دلیل دی کہ دفعہ 14 کا سادہ مطالعہ، جس میں جنرل کلاز ایکٹ کی دفعہ 21 کی توضیعات کو شامل کیا گیا ہے، اس میں واضح طور پر یہ واضح کرتا ہے کہ قانون سازوں نے بمبئی جنرل کلاز ایکٹ کی دفعہ 21 کے لحاظ سے اس سے نمٹنے کے لیے حراست کا حکم جاری کرنے والے افسر کے اختیار کو جان بوجھ کر برقرار رکھا ہے، اور یہ کہ یہ مؤقف ہونے کے ناطے، اس حقیقت سے آگاہ کرنا کہ حراست میں لیا گیا شخص حراست کے اختیار کے سامنے نمائندگی کر سکتا ہے جب تک کہ ریاستی حکومت کی طرف سے حراست کے حکم کی منظوری نہیں دی قابل ہے، آرٹیکل 22 (5) کے تحت حراست کے قیمتی حق کی خلاف ورزی ہے اور اس لیے، عدالت عالیہ کی مکمل بنچ جواب دینے میں مکمل طور پر جائز تھی۔

مہاراشٹر ایکٹ کی توضیعات کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ دفعہ 3 ریاستی حکومت کو ذیلی دفعہ (1) کے تحت حراست کا حکم جاری کرنے کا اختیار دیتی ہے اور ریاستی حکومت کی طرف سے مجاز ہونے پر ضلع مجسٹریٹ یا پولیس کمشنر ذیلی دفعہ (2) کے تحت حراست کا حکم جاری کر سکتے ہیں۔ جب کوئی افسر اختیارات کا استعمال کرتا ہے اور ذیلی دفعہ (2) کے تحت حراست کے احکامات جاری کرتا ہے تو وہ حراست کی حقیقت اور جن بنیادوں پر حراست کا حکم دیا گیا ہے اور/یا دیگر تفصیلات ریاستی حکومت کو فوری طور پر رپورٹ کرنے کا پابند ہوتا ہے۔ متعلقہ افسر سے رپورٹ، بنیاد اور تفصیلات موصول ہونے پر ریاستی حکومت کو 12 دن کے اندر حراست کے حکم کی منظوری دینی پڑتی ہے، اور اگر اسے 12 دن کے اندر منظور نہیں کیا جاتا ہے تو یہ خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ مہاراشٹر ایکٹ کے دفعہ 3 کا حوالہ ذیل میں دیا گیا ہے تاکہ ہم نے اس طرح کے تجزیے کی بہتر تعریف کر سکیں:-

> "دفعہ 3۔(1) ریاستی حکومت، اگر کسی بھی شخص کے حوالے سے مطمئن ہو کہ اسے عوامی نظم وضبط کی بحالی کے لیے متعصبانہ کسی بھی طریقے سے کام کرنے سے روکنے کے لیے ایسا کرنا ضروری ہے، تو حکم دے سکتی ہے کہ ایسے شخص کو حراست میں لیا جائے۔
>
> (2) اگر، ضلع مجسٹریٹ یا پولیس کمشنر کے دائرہ اختیار کی مقامی حدود کے اندر کسی علاقے میں موجودہ یا غالب ہونے کے امکانات کو مدنظر رکھتے ہوئے، ریاستی حکومت مطمئن ہو جاتی ہے کہ ایسا کرنا ضروری ہے، تو وہ تحریری حکم کے ذریعے ہدایت دے سکتی ہے کہ ایسی مدت کے دوران جو حکم میں متعین کی جائے، اگر ایسا ضلع مجسٹریٹ یا پولیس کمشنر ذیلی دفعہ (1) میں مطلوب ہو تو، مذکورہ ذیلی دفعہ کے ذریعے دیے گئے اختیارات کا استعمال کر سکتا ہے:
>
> بشرطیکہ اس ذیلی دفعہ کے تحت ریاستی حکومت کے حکم میں متعین مدت، پہلی صورت میں، تین ماہ سے زیادہ نہیں ہوگی، لیکن ریاستی حکومت، اگر مذکورہ بالا کے مطابق مطمئن ہو

کہ ایسا کرنا ضروری ہے، تو اس طرح کے حکم میں ترمیم کر سکتی ہے تاکہ وقتاً فوقتاً اس مدت کو کسی بھی وقت تین ماہ سے زیادہ نہ کیا جا سکے۔

(3) جب ذیلی دفعہ (2) میں مذکور کسی افسر کے ذریعے اس دفعہ کے تحت کوئی حکم دیا جاتا ہے، تو وہ فوری طور پر ریاستی حکومت کو ان بنیادوں کے ساتھ اس حقیقت کی اطلاع دے گا جن پر حکم دیا گیا ہے اور ایسی تفصیلات جن کا اس کی رائے میں اس معاملے پر اثر پڑتا ہے، اور ایسا کوئی حکم اس کے بنانے کے بعد بارہ دن سے زیادہ عرصے تک نافذ نہیں رہے گا، جب تک کہ اس دوران ریاستی حکومت نے اس کی منظوری نہ دے دی ہو۔

دفعہ 8 میں خاص طور پر کہا گیا ہے کہ حراست میں لیے گئے شخص کو ان بنیادوں سے آگاہ کیا جانا چاہیے جن کی بنیاد پر حراست کا حکم جلد از جلد دیا گیا ہے، لیکن حراست کی تاریخ سے 5 دن کے بعد نہیں۔ یہ لازمی ذمہ داری دونوں اتھارٹی پر ہے جو ذیلی دفعہ (1) کے تحت یا ذیلی دفعہ (2) کے تحت حراست کا حکم منظور کرتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں، اگر ریاستی حکومت ذیلی دفعہ (1) کے تحت حراست کا حکم جاری کرتی ہے، یا اگر بااختیار افسر ذیلی دفعہ (2) کے تحت حراست کا حکم جاری کرتا ہے تو اسے حراست کی تاریخ سے 5 دن کے بعد حراست میں لیے گئے شخص کو مطلع کیا جانا چاہیے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دفعہ 8 کی ذیلی دفعہ (1) کے آخری حصے میں یہ واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے کہ ریاستی حکومت کو حکم کے خلاف نمائندگی کرنے کا جلد از جلد موقع فراہم کیا جانا چاہیے۔ لیکن اس سے ریاستی حکومت کو حراست کی حقیقت جیسے ہی ذیلی دفعہ (2) کے تحت طاقت کا استعمال کرنے والے متعلقہ شخص کی طرف سے مطلع کیا جاتا ہے جیسا کہ ذیلی دفعہ (3) کے تحت فراہم کیا گیا ہے اور نہ ہی یہ کسی زیر حراست شخص سے نمائندگی حاصل کرنے کا اختیار چھین لیتا ہے جب تک کہ ریاستی حکومت کی طرف سے حراست کے حکم کی منظوری نہ دی گئی ہو۔ مہاراشٹر ایکٹ کی دفعہ 8(1) کا حوالہ ذیل میں دیا گیا ہے:-

"دفعہ 8(1): جب کسی شخص کو حراست کے حکم کے مطابق حراست میں لیا جاتا ہے، تو حکم دینے والا اختیار، جتنی جلدی ہو سکے، لیکن حراست کی تاریخ سے پانچ دن کے بعد نہیں، اسے ان بنیادوں سے آگاہ کرے گا جن پر حکم دیا گیا ہے اور اسے ریاستی حکومت کو حکم کے خلاف نمائندگی کرنے کا جلد سے جلد موقع فراہم کرے گا۔

یہ بلاشبہ سچ ہے کہ دفعہ 8(1) کے لحاظ سے ریاستی حکومت کو نمائندگی فراہم کی جاتی ہے لیکن، ایسے معاملے میں جہاں ریاستی حکومت کے علاوہ کوئی افسر دفعہ 3 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت حراست کا حکم جاری کرتا ہے، بمبئی جنرل کلاز ایکٹ، 1904 کی دفعہ 21 کی توضیعات کے تحت نمائندگی سے نمٹنے کے لیے حراست کے اختیار کے طور پر اس کے اختیارات کو محض اس وجہ سے نہیں لیا جا سکتا کہ دفعہ 8(1) خاص طور پر ریاستی

حکومت کو نمائندگی فراہم کرنے کے لیے فراہم کرتا ہے۔ مہاراشٹر ایکٹ کی دفعہ 14(1) کا حوالہ ذیل میں دیا گیا ہے تاکہ بمبئی جنرل کلاز ایکٹ 1904 کی دفعہ 21 کے ساتھ مل کر اس مسئلے کے نکتے کو بہتر طریقے سے سمجھا جا سکے:-

> "دفعہ 14(1): بمبئی جنرل کلاز ایکٹ، 1904 کی دفعہ 21 کی توضیعات پر تعصب کے بغیر، ریاستی حکومت کسی بھی وقت حراست کے حکم کو منسوخ یا اس میں ترمیم کر سکتی ہے، اس کے باوجود کہ یہ حکم دفعہ 3 کی ذیلی دفعہ (2) میں مذکور افسر نے دیا ہے۔

> "دفعہ 21: جہاں کسی بمبئی ایکٹ (یا مہاراشٹر ایکٹ) کے ذریعے نوٹیفکیشن، آرڈر، قواعد یا ضمنی قوانین جاری کرنے کا اختیار دیا جاتا ہے، تب اس اختیار میں ایک ایسا اختیار شامل ہوتا ہے، جو اسی طرح استعمال کیا جا سکتا ہے اور اسی طرح کی منظوری اور شرائط (اگر کوئی ہو) کے تابع ہوتا ہے، تاکہ اس طرح جاری کردہ کسی بھی نوٹیفکیشن، آرڈر، قواعد یا ضمنی قوانین میں اضافہ، ترمیم، تبدیلی یا منسوخ کیا جا سکے۔

اگر مسٹر دیشپانڈے کی یہ دلیل کہ جس لمحے ایکٹ کے دفعہ 3 کے ذیلی دفعہ (2) کے تحت کسی حکم کے ذریعے جاری کردہ حراست کا حکم ریاستی حکومت کو مذکورہ دفعہ کے ذیلی دفعہ (3) کے تحت مطلع کیا جاتا ہے، ریاستی حکومت حراست کا اختیار بن جاتی ہے، اور اس لیے، بمبئی جنرل کلاز ایکٹ کے دفعہ 21 کے تحت اختیار کا استعمال مذکورہ حراست کا اختیار درست نہیں ہے، تو یہ معلوم کرنا ہوگا کہ مہاراشٹر ایکٹ کی دفعہ 14 کس ہنگامی صورت حال کے تحت لاگو ہوگی۔ ہمارے سوال پر نہ تو مسٹر دیشپانڈے اور نہ ہی ریاستی حکومت کی طرف سے پیش ہونے والی فاضل وکیل مسز رمانی کسی ایسی صورت حال کی نشاندہی کر سکیں جب اس طرح کے اختیارات کا استعمال کیا جا سکے۔ یہ قوانین کی تعمیر کا ایک اصول بہت اچھی طرح سے جانا جاتا ہے کہ قانون سازیہ نے کسی قانون کے ہر حصے کو کسی مقصد کے لیے تیار کیا اور قانون سازی کا ارادہ یہ ہے کہ قانون کے ہر حصے کو نافذ کیا جائے۔ قانون سازیہ کو یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ اپنے الفاظ ضائع نہیں کرے گا یا کچھ بھی فضول نہیں کہے گا اور ایسی تعمیر جو قانون سازیہ کو بے کار قرار دیتی ہے اسے مجبور کرنے والی وجوہات کے علاوہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ ہم 'انتہائی احتیاطی عمل' کے اصول سے واقف ہیں لیکن ہمارے لیے مذکورہ اصول کو مہاراشٹر ایکٹ کی دفعہ 14 پر لاگو کرنا مشکل ہے اور یہاں تک کہ اس اصول کو اتنا ہی غیر منطقی قرار دینا بھی مشکل ہے جتنا کہ یہ کبھی نہیں دکھایا گیا کہ مہاراشٹر ایکٹ کے تحت بنائے گئے حراست کے حکم کے لیے بمبئی جنرل کلاز ایکٹ کی دفعہ 21 کے تحت طاقت کے تحفظ کے لیے قانون سازیہ کے لیے کیا ضرورت تھی۔ توضیعات کی واحد منطقی اور ہم آہنگ تعمیر یہ ہوگی کہ کسی ایسے معاملے میں جہاں ایکٹ کی دفعہ 3 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت کسی افسر کے ذریعے حراست کا حکم جاری کیا جاتا ہے، اس حقیقت کے باوجود کہ اسے ریاستی حکومت کو بنیادوں اور مواد کے ساتھ

حراست کی حقیقت کی فوری اطلاع دینا ضروری ہے اور اس حقیقت کے باوجود کہ ایکٹ خود دفعہ 8(1) کے تحت ریاستی حکومت کو نمائندگی کرنے کے لیے خاص طور پر فراہم کرتا ہے، مذکورہ حراست کا اختیار اس وقت تک حراست کا اختیار رہتا ہے جب تک کہ اس کی طرف سے جاری کردہ حراست کے حکم کو ریاستی حکومت کی طرف سے حراست کے حکم کے جاری ہونے کی تاریخ سے 12 دن کی مدت کے اندر منظور نہیں کیا جاتا۔ نتیجتاً، جب تک ریاستی حکومت کی طرف سے مذکورہ حراست کے حکم کی منظوری نہیں دی جاتی ہے تب تک حراست کا اختیار کسی زیر حراست شخص کی نمائندگی حاصل کر سکتا ہے اور بمبئی جنرل کلاز ایکٹ کی دفعہ 21 کی توضیعات کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے حکم میں ترمیم، تبدیلی یا منسوخی کر سکتا ہے، جیسا کہ مہاراشٹر ایکٹ کی دفعہ 14 کے تحت فراہم کیا گیا ہے۔ اختیارات کی اس طرح کی تعمیر دفعہ 8(1) کے ساتھ ساتھ دفعہ 14 اور مہاراشٹر ایکٹ کی دفعہ 3 کی توضیعات کو بھی مکمل کھیل دے گی۔ یہ مؤقف ہونے کی وجہ سے، حراست میں لیے گئے شخص کو اس حقیقت سے آگاہ نہ کرنا کہ وہ حراست کے اختیار کو اس وقت تک نمائندگی دے سکتا ہے جب تک کہ ریاستی حکومت کی طرف سے حراست کے حکم کی منظوری نہیں دی گئی ہے، جہاں مہاراشٹر ایکٹ کی دفعہ 3 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت ریاستی حکومت کے علاوہ کسی اور افسر کی طرف سے حراست کا حکم جاری کیا جاتا ہے، آئین کے آرٹیکل 22(5) کے تحت حراست میں لیے گئے شخص کے قیمتی حق کی خلاف ورزی ہوگی اور کملیش کمار کے معاملے (اوپر) میں اس عدالت آئینی بنچ کے فیصلے کا تناسب اس حقیقت کے باوجود لاگو ہوگا کہ کملیش کمار کے معاملے (اوپر) میں عدالت 'COFEPOSA' کی توضیعات کے تحت جاری کردہ حراست کے حکم سے نمٹ رہی تھی۔

ریاست کی طرف سے پیش ہونے والے وکیل نے ویرامنی بنام ریاست تامل ناڈو، [1994]2 عدالت عظمیٰ کے مقدمات 337 میں اس عدالتی فیصلے پر سختی سے بھروسہ کیا، جس میں تمل ناڈو کی خفیہ شراب فروش ،منشیات کے مجرموں، جنگل کے مجرموں، گونڈوں، غیر اخلاقی ٹریفک مجرموں اور کچی آبادی کے مجرموں کی خطرناک سرگرمیوں کی روک تھام کے قانون، 1982 (جسے اس کے بعد "تامل ناڈو ایکٹ" کہا جاتا ہے) کی دفعات کے تحت حراست کا حکم جاری کیا گیا تھا۔ ریاست کے فاضل وکیل کے مطابق مذکورہ ایکٹ کی توضیعات مہاراشٹر ایکٹ کے ساتھ متوازی ہیں جس سے ہم موجودہ اپیلوں میں فکرمند ہیں اور ویرامنی (اوپر) میں اس عدالت نے یہ نتیجہ درج کیا تھا کہ اس طرح کی منظوری کے بعد حکم کو منسوخ کرنے والے اختیار کو حراست میں لینے کا سوال پیدا نہیں ہوتا ہے اور جنرل کلاز ایکٹ کی توضیعات کی بنا پر محفوظ قابل اختیار اب قابل استعمال نہیں ہے۔ مذکورہ مقدمے میں عدالت نے 'COFEPOSA' کی توضیعات کے تحت عدالت کئی سابقہ فیصلوں پر غور کیا اور اس کا خیال تھا کہ اس میں کیے گئے مشاہدات تمل ناڈو ایکٹ سمیت دیگر امتناعی حراستی ایکٹ کے تحت پیدا ہونے والے مقدمات پر لاگو نہیں ہو سکتے۔ ویرامنی (اوپر) نے حتمی نتیجے کے لیے ریاست مہاراشٹر بنام سشیلا مفتلال شاہ، [1988]4 ایس سی 490 میں اس عدالت فیصلے پر بھی

انحصار کیا۔ ہماری سمجھدار رائے میں یہ فیصلہ جواب دہندگان کی کسی بھی طرح سے مدد نہیں کرتا ہے کیونکہ ویرامنی (اوپر) میں عدالت نے اس صورت حال پر غور کیا ہے جو ریاستی حکومت کی طرف سے حراست کے حکم کی منظوری کی تاریخ کے بعد سامنے آئی ہے اور اس سے پہلے نہیں۔ جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے، یہ دعوی کرنا مشکل ہو سکتا ہے کہ ریاستی حکومت کی طرف سے حراست کے حکم کی منظوری کے بعد بھی حراست کا اختیار اب بھی بمبئی جنرل کلاز ایکٹ کی دفعہ 21 کے تحت اختیارات کے استعمال میں نمائندگی کی تفریح اور نمٹانے کا اہل ہوگا، لیکن اس فیصلے کو یہ اختیار نہیں کہا جا سکتا کہ حراست کے اختیار کے حکم کی منظوری سے پہلے ہی حراست کا اختیار بمبئی جنرل کلاز ایکٹ کی دفعہ 21 کے تحت اختیار نہیں رکھتا ہے۔ اس طرح کا نتیجہ مہاراشٹر ایکٹ کی دفعہ 14 کی توضیحات کو بے کار اور غیر متزلزل بنا دے گا۔ پھر عدالت نے ریاست مہاراشٹر بنام سشیلا مفتلال شاہ (اوپر) میں اس عدالت مشاہدات پر مکمل طور پر بھروسہ کیا تھا اور کملیش کمار کے معاملے (اوپر) میں آئینی بنچ کے فیصلے میں سشیلا مفتلال شاہ (اوپر) کے فیصلے پر براہ راست غور کیا گیا اور اسے مسترد کر دیا گیا۔ یہ بھی غور کرنا مناسب ہوگا کہ راج کشور پرساد بنام ریاست بہار، [1982] 3 عدالت عظمیٰ کے مقدمات 10 میں بھی، اگرچہ عدالت نے اس دلیل پر غور نہیں کیا کہ قومی سلامتی قانون کی توضیعات کے تحت اختیار کو حراست میں رکھنا اس نمائندگی پر غور کرنے کا حق رکھتا ہے کہ حراست کے حکم کو ریاستی حکومت نے منظور کیا تھا پھر بھی یہ مشاہدہ کیا گیا تھا کہ آئینی طور پر بات کرتے ہوئے حراست کے اختیار پر نمائندگی پر غور کرنے کا فرض عائد کیا جاتا ہے جس کا واضح مطلب یہ ہوگا کہ اگر ایسی نمائندگی ریاستی حکومت کی طرف سے حراست کے حکم کی منظوری سے پہلے کی جاتی ہے۔ یہ مؤقف ہونے کے ناطے، یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ مہاراشٹر ایکٹ کے تحت بھی کسی زیر حراست شخص کو اس وقت تک زیر حراست اتھارٹی کے سامنے نمائندگی کرنے کا حق ہوگا جب تک کہ ریاستی حکومت کی طرف سے حراست کے حکم کی منظوری نہیں دی گئی ہے اور اس کے نتیجے میں زیر حراست شخص کو اس حقیقت سے آگاہ نہ کرنا کہ اسے زیر حراست اتھارٹی کے پاس نمائندگی کرنے کا حق ہے، آئین کے آرٹیکل 22(5) کے تحت زیر حراست شخص کو ضمانت دیے گئے قیمتی آئینی حق کی خلاف ورزی ہوگی اور اس طرح کی ناکامی حراست کے حکم کو کالعدم قرار دے گی۔ اس لیے ہمیں بمبئی عدالت عالیہ کے فل بینچ کے متنازعہ فیصلے میں کوئی کمزوری نظر نہیں آتی جس میں اس عدالت کی طرف سے مداخلت کی جائے۔ اس کے مطابق یہ اپیلیں ناکام ہو جاتی ہیں اور مسترد ہو جاتی ہیں۔

وی ایس ایس **کی اپیلیں مسترد کر دی گئیں۔**

Javeed Ahmed Geelani
2024.07.15 13:18
I am the author of this document